محبّت چھُو گئی دل کو

عامر بن علی

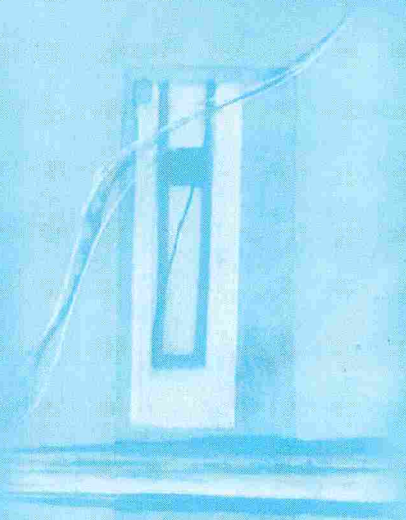

محبت چھو گئی دل کو

عامر بن علی

نستعلیق مطبوعات
F-3 الفیروز سنٹر غزنی سٹریٹ۔ اردو بازار۔ لاہور
0300-4489310
nastalique@yahoo.com

نٓ وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُوْنَ○

القرآن

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں

اہتمام: حسن محمود

سرورق: عبید

کمپوزنگ: عبدالرحیم شہزاد

راوی فاؤنڈیشن، انٹرنیشنل

اشاعت: جولائی 2009ء

مطبع: حاجی حنیف پرنٹرز لاہور

قیمت: 160 روپے

بیرون ملک: 10 امریکی ڈالر

نستعلیق مطبوعات

F-3 الفیروز سنٹر غزنی سٹریٹ، اردو بازار، لاہور

0300-4489310

nastalique@yahoo.com

انتساب

احمد ندیم قاسمی

کے نام

محبت چھو گئی دل کو

۱- نفرتیں تو بڑھ گئی ہیں دوستی ملتی نہیں (غزل) ، ۱۵

۲- ہم بُھلا نہیں پائے ، ۱۷

۳- شامِ تنہائی ، ۱۸

٤- پریم کتھا ، ۲۰

۵- تجھے تجھ سے چرانا چاہتا ہوں (غزل) ، ۲۱

٦- چاند کتنا حسین لگتا ہے (غزل) ، ۲۳

۷- ایک شعر ، ۲۵

۸- لمحہ لمحہ گیا زمانہ آیا ہے (غزل) ، ۲٦

۹- من کے موسم ، ۲۸

۱۰- تہیاتہیا ، ۲۹

۱۱- قطعہ ، ۳۱

۱۲- چلی ہیں ایسی ہوائیں ہماری بستی میں ، ۳۲

۱۳- Sorry ، ۳٤

۲٤- ایک خواب ، ۳۵

۲۵- آ بھی جاؤ بہار کی رُت ہے (غزل) ، ۳٦

۲٦- ایک شعر ، ۳۸

٢٧- میں ترا اعتبار کرتا ہوں (غزل) ، ٣٩

٢٨- تم جب کال نہیں کرتے ہو ، ٤١

٢٩- دسترس ، ٤٢

٣٠- ہم دِل کو یوں سمجھاتے ہیں ، ٤٤

٣١- شہروں شہروں دیس میں خوف کا پہرہ ہے (غزل) ، ٤٥

٣٢- تم سے شکوہ نہ زمانے سے شکایت کی ہے (غزل) ، ٤٧

٣٣- دِل مر جانا ، ٤٩

٣٤- دسمبر معتبر ہے ، ٥٠

٣٥- تمہارا ساتھ ، ٥١

٣٦- قطعہ ، ٥٢

٣٧- لوگوں کے غم سُنتے سُنتے دِل پتھر ہو جائے گا (غزل) ، ٥٣

٣٨- سپنوں کا سوداگر ، ٥٥

٣٩- نیندر نئیں آؤندی ، ٥٦

٤٠- دو شعر ، ٥٨

٤١- خزاں کی سانسیں اُکھڑ رہی ہیں ، ٥٩

٤٢- تیرا جوبن امر کر دیا ہے ، ٦٠

٤٣- ایک شعر ، ٦١

٤٤- سوہنیا ربا ، ٦٢

٤٥- وہ بے وفا ہے مگر دِل سے کب نکلتا ہے (غزل) ، ٦٤

٤٦- جب نہیں کوئی ہمسفر جوگی (غزل) ، ٦٦

٤٧- قطعہ ، ٦٨

٤٨- حرفِ دُعا ، ٦٩

٤٩- اک اور ہجرت ، ٧١

٥٠- وطن ، ٧٣

٥١- پھر وہ چہرہ زخم جگانے آیا تھا (غزل) ، ٧٤

٥٢- ایک شعر ، ٧٦

٥٣- جو پیار کے رستے میں جھیلے (غزل) ، ٧٧

٥٤- خواب کی بات ، ٧٩

٥٥- سمے کی بات ، ٨٠

٥٦- شامِ غم ، ٨٢

٥٧- بہار کی ایک نظم ، ٨٣

٥٨- خوش رہنے کی ترکیبیں ، ٨٥

٥٩- وہ جنہیں روشنی پسند نہیں (غزل) ، ٨٦

٦٠- سوچ کے سانچے میں الفاظ جو ڈھل جاتے ہیں ، ٨٧

٦١- دشتِ تنہائی ، ٨٩

٦٢- سد ھانت ، ٩٠

٦٣- قطعہ ، ٩١

٦٤- دُخترِ مشرق ، ٩٢

٦٥- شہیدِ جمہوریت کا نوحہ ، ٩٤

٦٦- ایک شعر ، ٩٦

٦٧- جُدائی ، ٩٧

٦٨- وعدہ رہا صنم ، ٩٨

٦٩- جنوں کو آزمانا آ گیا ہے (غزل) ، ٩٩

٧٠- دھرتی ماں ، ١٠١

٧١- جب بھی فکرِ معاش میں نکلا ، ١٠٢

٧٢- جینے کا بہانہ ، ١٠٤

٧٣- جیون ، ١٠٥

٧٤- وہ خط جو تونے پھاڑ دیے ، ١٠٧

٧٥- ضدّی ، ١٠٩

٧٦- یہ کونسا مقام ہے ، ١١٠

٧٧- خواب اور خواہش ، ١١٢

٧٨- کوئی نہیں پانی کا رہبر ، ١١٣

٧٩- سکون ، ١١٤

٨٠- محبت چھو گئی دل کو ، ١١٥

٨١- ایک لمحہ چین جی پاتا نہیں (غزل) ، ١١٧

٨٢- محبت خواب بُنتی ہے ، ١١٩

٨٣- سالِ نو ، ١٢٠

٨٤- بہت ہم کو ستاتا ہے (غزل) ، ١٢١

٨٥- دشتِ سُخن ، ١٢٣

٨٦- وقت مرہم نہیں ہر کسی درد کا ، ١٢٤

٨٧- دل اب بھی دھڑکتا ہے ، ١٢٥

٨٨- سلام ، ١٢٧

جاودانی کا مسافر

گذشتہ دس برس میں نوجوان شعراء کی جو نسل اُبھر کر سامنے آئی ہے اس میں ایک اہم نام عامر بن علی کا ہے اُس کے نام کے ساتھ کئی سابقے بلا تکلف لگائے جا سکتے ہیں کہ وہ خوش رو بھی ہے، خوش گفتار، خوش خصال اور خوش اخلاق بھی اور اس کے ساتھ بطور شاعر وہ خوش فکر بھی ہے اور خوش گو بھی۔ اپنی انہی جملہ خصوصیات کی وجہ سے وہ میرے نوجوان دوستوں کی اُس صف میں ہے جنہیں میں بہت عزیز رکھتا ہوں اور شاید اسی لیے اکثر و بیشتر اُسے مشورہ دیتا رہتا ہوں کہ شاعری کا فن تو اُسے ربِ دو جہاں کی طرف سے بطور تحفہ ملا ہے لیکن اب اس کے ہنر پر دسترس حاصل کرنا ہی وہ طریقہ ہے جس سے اس عنایتِ خاص کا شکر ادا کیا جا سکتا ہے۔

مجھے خوشی ہے کہ وہ میری باتوں کو دھیان سے سنتا اور ان پر عمل کرنے کی کوشش کرتا رہتا ہے اور یوں اُس کی شاعری نوجوان نسل کے ساتھ ساتھ ثقہ اور معتبر ادبی حوالوں سے بھی لائقِ توجہ اور پسندیدہ ہوتی جا رہی ہے اُسے ملک گیر شہرت اس شعر سے ملی تھی کہ

حُسن اور حکومت سے کون جیت سکتا ہے
یہ بتاؤ دونوں کی عمر کتنی ہوتی ہے؟

زیرِ نظر مجموعے میں آپ کو اس جیسے کئی شعر ملیں گے جو اس بات کا ثبوت ہیں کہ اُس نے ''ہنگامی'' اور ''پائدار'' کے درمیانی فرق کو اچھی طرح سے سمجھ لیا ہے اور اب اُس رستے پر رواں دواں ہے جہاں ''جاودانی'' اُس کے انتظار میں ہے۔

امجد اسلام امجد

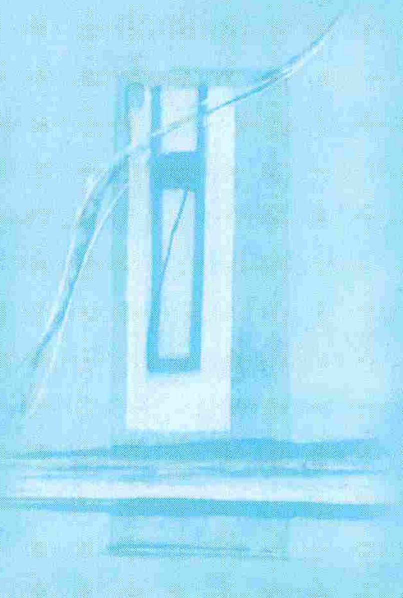

یہ سُخن جو تم نے رقم کیے

''یاد نہ آئے کوئی''، ''سرگوشیاں'' اور ''چلو اقرار کرتے ہیں'' کے بعد اب عامر بن علی کے چوتھے شعری مجموعے ''محبت چھو گئی دِل کو'' کی آمد اس بات کا اعلان ہے کہ اس نوجوان نے خارزارِ شعر میں شوقیہ قدم نہیں رکھا بلکہ یہ آبلہ پائی کسی منزل کی جستجو کا پتہ دیتی ہے۔ اُس نے بیرونِ ملک اپنی بے پناہ کاروباری مصروفیت کے باوجود شعر سے اپنا تعلق اُستوار کر رکھا ہے۔ یوں لگتا ہے جیسے شاعری اُس کا مسئلہ ہے اور ادب سے اُس کی کمٹمنٹ ہے۔ یہی کمٹمنٹ اُسے کچھ کر گزرنے کے عمل پر اکساتی رہتی ہے اور بے چین رکھتی ہے لہٰذا ہر بار وہ اپنی بہت سی تازہ غزلوں اور نظموں کے ساتھ پاکستان آتا ہے۔ یہ نظمیں اور غزلیں اُس نے وہاں راتوں کو جاگ جاگ کر لکھی ہوتی ہیں۔ میرا ایمان ہے کہ جگراتے کبھی ضائع نہیں جایا کرتے۔ یہی وجہ ہے کہ اُس کی مقبولیت اور پذیرائی میں روز بروز اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ عامر بن علی بہت ملنسار، ہنس مُکھ اور محبتیں بانٹنے والا شاعر ہے۔ نفرت اور منافقت سے آلودہ موجودہ ادبی فضا میں ایسے شاعروں کا وجود غنیمت ہے جو نہ صرف شاعری میں پیار اور محبت کی بات کرتے ہیں بلکہ خود اُس کی عملی تصویر بھی ہیں۔ عامر بن علی کو شعر سے کمٹمنٹ بہت مبارک ہو۔ میں اس کی مزید کامیابیوں کے لیے دعا گو ہوں!

عطاء الحق قاسمی

❀

نفرتیں تو بڑھ گئی ہیں دوستی ملتی نہیں
اس نگر میں اب سُنا ہے عاشقی ملتی نہیں

میں نے دنیا بھر کی ہر اک کامیابی دیکھ لی
تجھ سے مل کر جو ملی تھی وہ خوشی ملتی نہیں

چھان کر صحرا جو دیکھا تب کہیں مجھ پر کھلا
ریت میں کھوئی کوئی شے قیمتی ملتی نہیں

اس کے چہرے کی دمک سے شہر میں تھی روشنی
اس قدر جو مہرباں ہو چاندنی ملتی نہیں

اور بھی دنیا میں کتنے خوبصورت لوگ ہیں
ہاں مگر جو اس میں ہے جادوگری ملتی نہیں

زرد پتے گر رہے ہیں جو خزاں کے خوف سے
پیڑ سے جو کٹ گرے تو زندگی ملتی نہیں

اس کی آنکھوں نے کہی جو بات مجھ کو یاد ہے
کاغذوں پہ جان ایسی شاعری ملتی نہیں

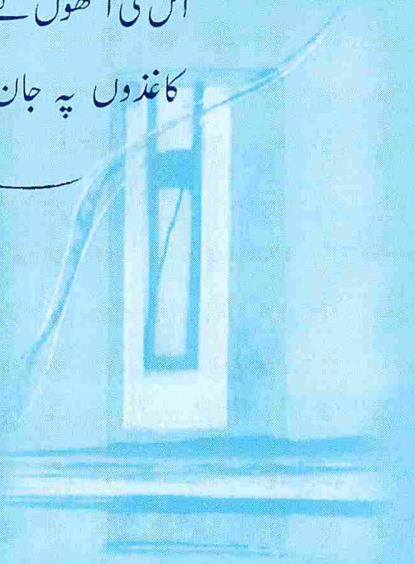

ہم بھلا نہیں پائے

تیرے پیار میں جاناں
کس طرح گزارے تھے
زندگی کے روز و شب
اور جب سے آیا
زندگی کی راہوں پر
راستے بدلنے کا
تم سے جاں بچھڑنے کا
دل پہ کیا عذاب آئے
زندگی کے وہ لمحے
ہم بھلا نہیں پائے

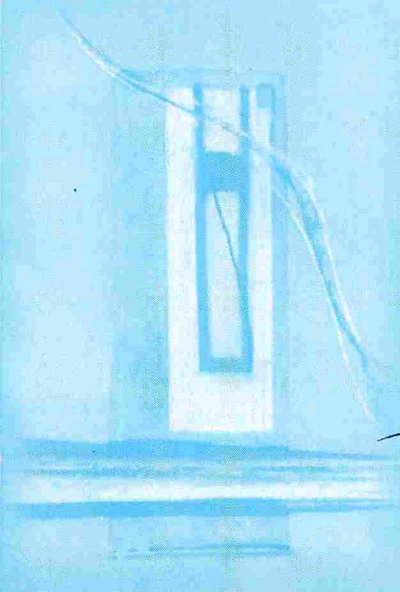

شامِ تنہائی

شام اداسی لے آتی ہے
گھر کی ساری دیواروں پر
جس میں شامل بچھڑے یاروں
گزرے لمحوں کی چاہت
اور ہارے عشق کا ماتم بھی ہے
سب یہ ہمیں تڑپا دیتے ہیں
جب آنکھوں میں
کرچی کرچی، خواب پگھل کر

آنسو بننے لگتے ہیں تو
بھیگی پلکوں سے ہم گھر کے
خالی پن کو یوں ہی تکنے لگ جاتے ہیں
ہم تنہا تو تھے ہی لیکن
شام احساس بڑھا جاتی ہے
شام اداسی لے آتی ہے

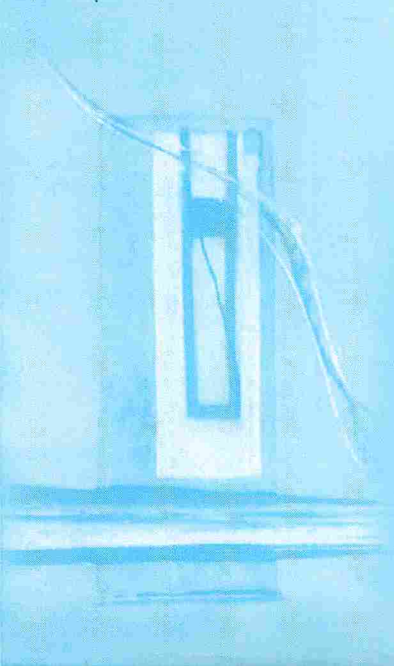

پریم کتھا

پہلے پیار کی بات چلی ہے
آنکھ جبھی تو پرنم ہے
پیار میں گزرے ان لمحوں کا
لفظوں میں اظہار کروں تو
اک اک لمحے کی بیتی کو
تھوڑا تھوڑا بھی لکھوں جو
لفظوں کا بھرپور سمندر
اور اک جیون کتنا کم ہے۔۔۔!

❀

تجھے تجھ سے چرانا چاہتا ہوں
جنوں کو آزمانا چاہتا ہوں

ہمارے درمیاں جو موجزن تھا
وہی رشتہ پرانا چاہتا ہوں

مکاں بدلے ہیں کتنے اس نگر میں
میں اب کے گھر بسانا چاہتا ہوں

سمے کی آندھیوں سے بجھ نہ پائے
دیا ایسا جلانا چاہتا ہوں

یہ دنیا تو بہت چھوٹی ہے جاناں
ترے دل میں سمانا چاہتا ہوں

تمہارا ساتھ ہو اور گیت لکھوں
میں جیون شاعرانہ چاہتا ہوں

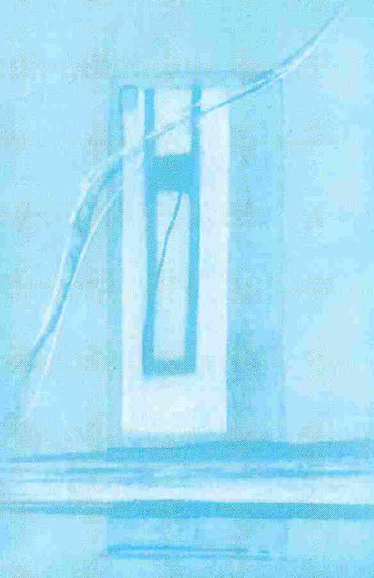

❀

چاند کتنا حسین لگتا ہے
تیری رعنائیوں سے جلتا ہے

تو بھی مجبور ہے سمجھتا ہوں
دل تو پاگل ہے کب سمجھتا ہے

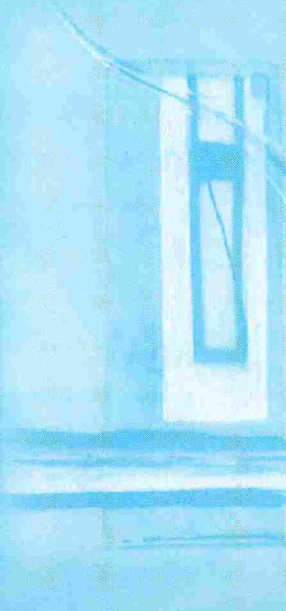

تیری یادوں کا نیلگوں سایا
ہر قدم ساتھ ساتھ چلتا ہے

رات کو خواب میں تم آئے تھے
آج سارا ہی گھر مہکتا ہے

تیری آنکھوں نے یوں کیا گھائل
درد اک پل نہیں ٹھہرتا ہے

جب سے تو آ بسا ہے خوابوں میں
تیرے کھونے کا ڈر سا رہتا ہے

کوئی تجھ سا نہیں ہے دنیا میں
میں نہیں سارا شہر کہتا ہے

ایک شعر

چاند کو اپنا ہم سفر رکھنا
اب اکیلے سفر نہیں کرنا

لمحہ لمحہ گیا زمانہ آیا ہے
برسوں بعد اک یار پرانا آیا ہے

آنسو بے خوابی اور سپنے ساجن کے
پیار کے در سے یہ نذرانہ آیا ہے

عشق کرو تب ہاتھ ہنر یہ آئے گا
ایسے ہی کب جان گنوانا آیا ہے

پیاس اور خون کی موجوں پہ بھی شاکر ہے
صحرا میں یہ کون گھرانہ آیا ہے ؟

جیون ہار کے عاشق زندہ رہتے ہیں
دنیا سے یوں کس کو جانا آیا ہے

تیری یاد کے اُجڑے خیمے جلتے ہیں
نئے بہانے درد پرانا آیا ہے

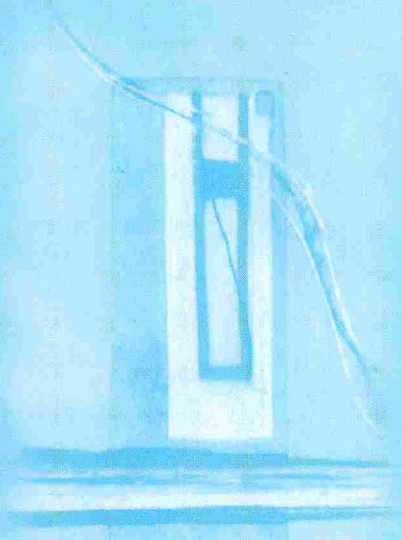

من کے موسم

اس صحرا کا
اک اک ذرّہ
میرے کان میں کہتا ہے
یوں تنہا کیوں رہتا ہے
کیا بتلاؤں
دل میں تیری
یاد کا جھرنا بہتا ہے
جی تنہا کب رہتا ہے

تھیا تھیا

کوئی دروازہ کُھلتا ہے نیا
محسوس ہوتا ہے
دوبارہ اک نئی دنیا کا
لگتا ہے جہاں بدلا
کوئی جب پیار کرتا ہے
تو جھرنے پھوٹنے لگتے ہیں
روشن آبگینوں سے
سحر کے آئینے میں
عکس شبنم کا اُترتا ہے
گلوں کا روپ لیکر
زندگی پہلو بدلتی ہے

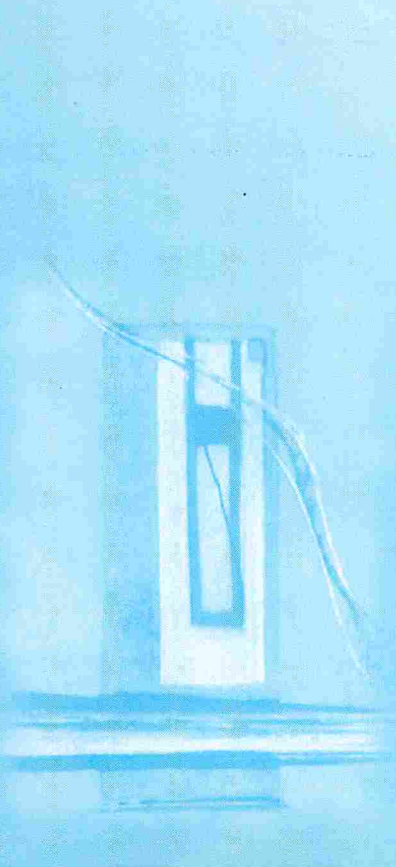

کوئی جب پیار کرتا
ہے
صباحت کے لبادے میں
کوئی کوئل نکلتی
ہے
اُفق کے پار اک روپہلی جھانجھر رقص کرتی ہے
شفق کی چاشنی چنچل لبوں پر جھلملاتی ہے
کوئی جب پیار کرتا
ہے
کوئی جب پیار کرتا
ہے

13 May 2009

SHINKANSEN-TOKYO.

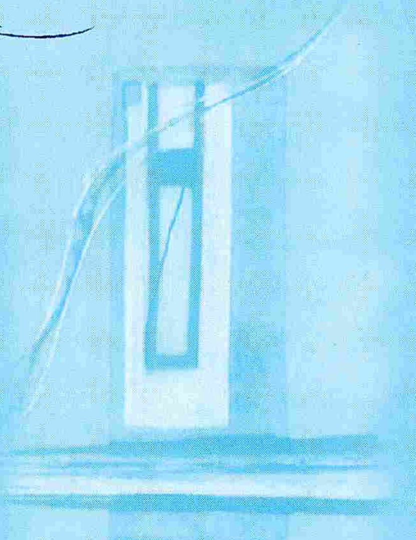

قطعہ

نگر نگر کا سفر بس اسی سبب سے ہے
نجانے کون سی بستی میں تیرا گھر ہو گا
رہِ وفا میں جو مقتل ہوا کبھی برپا
تو سب سے اونچا سناں پر مرا ہی سر ہو گا

چلی ہیں ایسی ہوائیں ہماری بستی میں
ہوئی ہیں خواب وفائیں ہماری بستی میں

جو سادہ دل کوئی بھولے سے جرمِ عشق کرے
بہت کڑی ہیں سزائیں ہماری بستی میں

یہ بد دعا کا اثر ہے کہ امتحاں کی گھڑی
ہیں بے اثر کیوں دعائیں ہماری بستی میں

اِسی لیے تو چُھپا آفتاب خوشیوں کا
ہیں آج غم کی گھٹائیں ہماری بستی میں

غبارِ خوف یا لالچ ہے سارے ذہنوں پر
دبی ہیں سچی صدائیں ہماری بستی میں

یہ چند چاک گریبان والے بھی جو اُٹھے
کریں گی راج جفائیں ہماری بستی میں

ہے مشورہ جو مسافر ہیں اس طرف کے لیے
کلیجہ تھام کے آئیں ہماری بستی میں

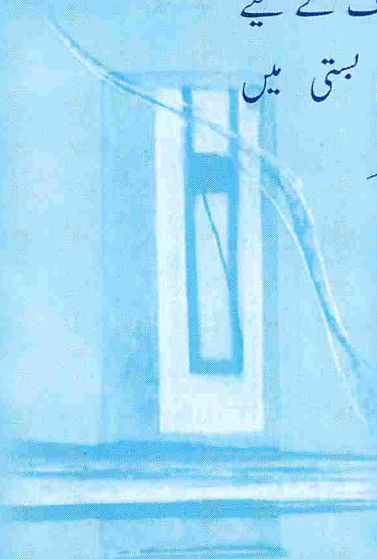

Sorry

جو تو نے کہا تھا
بُرا سا لگا تھا
جبھی کہہ گیا ہوں میں چند ایسی باتیں
کسی طور پر بھی جو کہنے کی نہ تھیں
ہے ممکن تمہیں بھی لگا ہو بُرا سا
یہی سوچ کر کب سے بے چین ہے من
مجھے معاف کرنا میرے دوست , ہمدم
جو میں نے کہا تھا
جو تو نے سنا تھا
مرا ویسا مطلب تو ہر گز نہیں تھا
مجھے معاف کرنا !!

ایک خواب

ساتھ جو ہوتا آج تمہارا
جیون کتنا سندر ہوتا

❀

آ بھی جاؤ بہار کی رُت ہے
پھول کھلنے کی پیار کی رُت ہے

اے مرے دل رہین رنج و الم
تیرے صبرو قرار کی رُت ہے

عشق پیشہ یہ رکھتے ہیں ایمان
چاندنی اعتبار کی رُت ہے

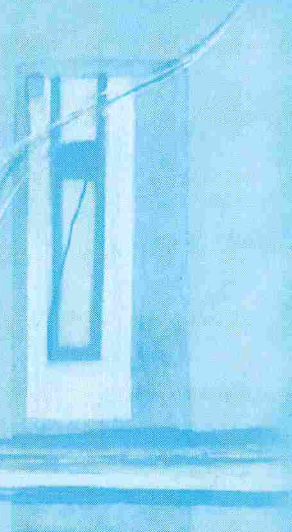

جو ہوا اس کا غم تو ہے لیکن
آج غم سے فرار کی رُت ہے

ساقیا خیر تیرے ہاتوں کی
ساغر و بادہ خوار کی رُت ہے

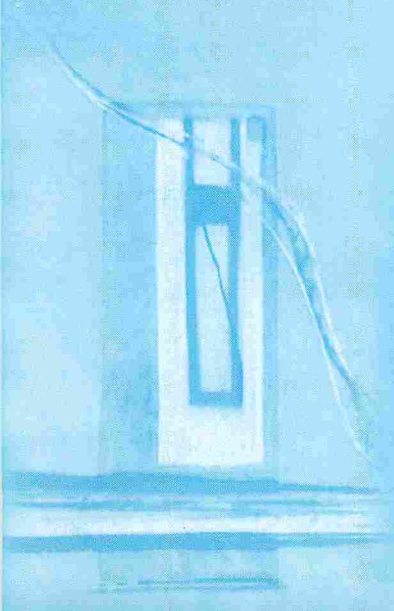

ایک شعر

وہ جو چاند اترا تھا گاؤں میں
تمہیں یاد ہے وہ خزاں کی شام

❀

میں ترا اعتبار کرتا ہوں
اس لیے انتظار کرتا ہوں

راز رکھنا تھا تیری چاہت کو
تذکرے بار بار کرتا ہوں

بھول سکتا نہیں اگر چاہوں
کیونکہ میں تم سے پیار کرتا ہوں

جانے والوں کا غم نہیں مٹتا
ٹوٹکے صد ہزار کرتا ہوں

ہو بھی سکتا ہے تو پلٹ آئے
دل کو یوں بے قرار کرتا ہوں

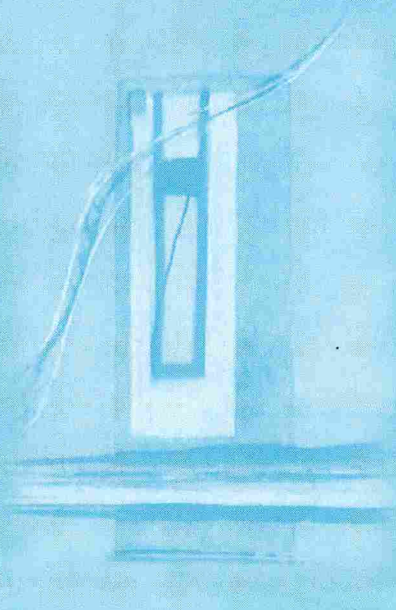

تم جب کال نہیں کرتے ہو

بہت مصروف ہو گا
دوستوں میں پھنس گیا ہو گا
یا پھر گھر میں کوئی مہمان ہو سکتا ہے آئے ہوں
یہ ٹیلی فون کا سسٹم بڑا ناقص یہاں پر ہے
ہزاروں اس طرح کے اور بھی حیلے بناتا ہوں
تمہارے واسطے
کیونکہ
مرے تم دل میں بستے ہو
کبھی یہ ہو نہیں سکتا
مجھے تم بھول بیٹھے ہو

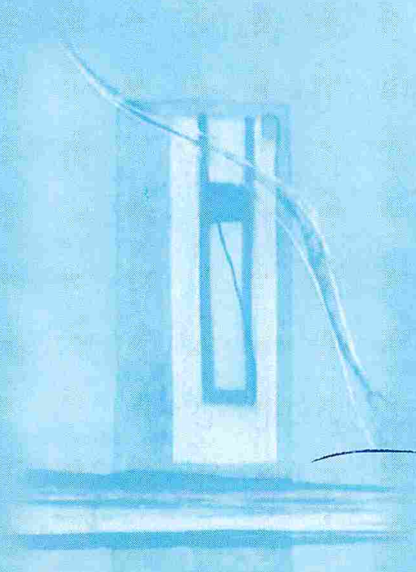

دسترس

نہ تھا مہرباں
کبھی مہرباں جو ہوا تو پھر
کئی پہروں ہوتی تھی گفتگو
جو نہیں تو صدیاں گزر گئیں
کبھی گفتگو کا خیال آنا تو بات ہے
اُسی تندخو کے گماں میں بھی میں نہیں کہیں
کبھی وصل کا جو خیال آئے تو خود بلائے
جو رہوں میں ہجر میں مبتلا تو اسے ذرا سا بھی غم نہ ہو

کہ میں کیسے حال میں قید ہوں
یہ تو اس کی مرضی کی بات ہے
کہ وہ جو کرے ، رکھے جس طرح
تو میں کیا کہوں۔۔۔؟
تو میں کیا کروں۔۔۔؟
میرے بس میں کون سی بات ہے!

ہم دل کو یوں سمجھاتے ہیں

دلِ ناصبور سن لے
یوں فراق میں کسی کے
ترا اس قدر تڑپنا
تجھے بے طلب نہ کر دے

❀

شہروں شہروں دیس میں خوف کا پہرہ ہے
کہتی ہے سرکار یہ دور سنہرا ہے

کچھ بھی تو تبدیل نہیں ہو پایا ہے
گونگی ہے جنتا یا حاکم بہرہ ہے

کب تک قید کرو گے سورج سوچو تو
برف کا تاج و تخت کہاں, کب ٹھہرا ہے

عدل تو گھر کی باندی ہے ان شاہوں کی
موت کے بعد سنا ہے ایک کٹہرا ہے

دھرتی کو سب وید بہت نادان ملے
زخم تو ہے لیکن کب اتنا گہرا ہے

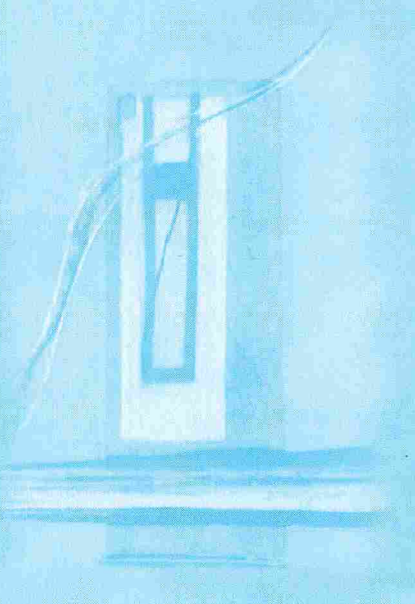

تم سے شکوہ نہ زمانے سے شکایت کی ہے
ہم ہی مجرم ہیں کہ اس دور میں چاہت کی ہے

لوگ ناداں ہیں جو پھر شور اٹھا دیتے ہیں
شیخ نے تو سدا مسند کی حمایت کی ہے

عشق والوں نے کبھی ظلم پہ بیعت نہیں کی
ہم نے ہر دور کے جابر سے بغاوت کی ہے

رزم گاہوں میں کٹا کرتی ہے شاہوں کی حیات
حُسن والوں نے اداؤں سے حکومت کی ہے

چاہتیں اور بھی گزری ہیں زمانے میں مگر
جیسے ہم کرتے ہیں کب کس نے محبت کی ہے

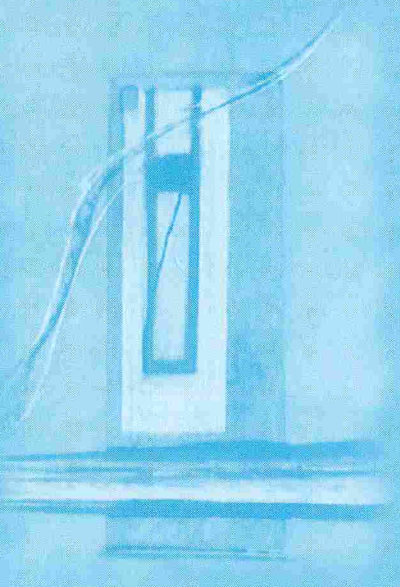

دل مرجانا

دل نئیں سندا اپنی کہندا
اوہدی یاد وچ روندا رہندا
جس دے کارن ہسنا بھلیا
جنگل بیلے , گلیاں رلیا
مرجاواں یا جیناواں میں
اوہنوں تے کوئی فرق نئیں پیندا
دل کملا اے روندا رہندا
اے نئیں سندا اپنی کہندا

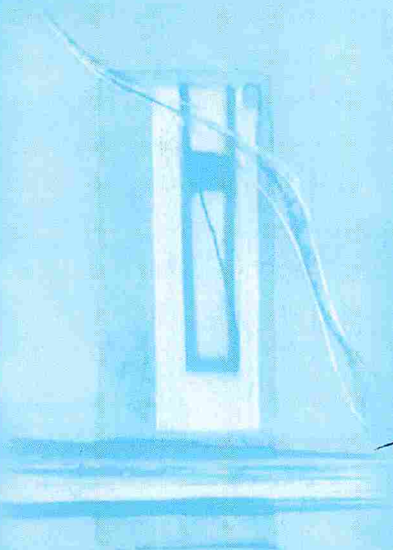

دسمبر معتبر ہے

اگر ہم کسی دن
محبت کی یادیں مہینوں میں بانٹیں
تو ہوں گی زیادہ دسمبر کی باتیں

تمہارا ساتھ

ایسا سندر
تو اس جہاں میں
اور کچھ بھی نہیں

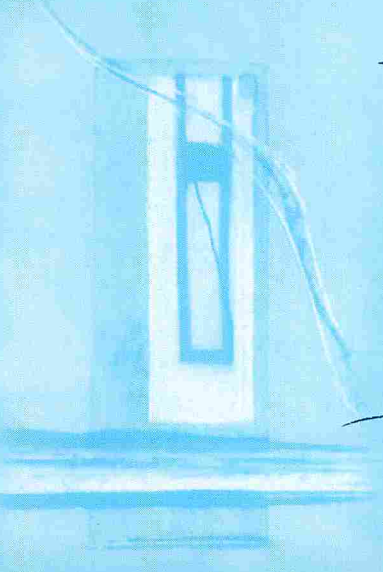

قطعہ

بکھری ذات کے حصے لیکر جینا ہے
اب ماضی کے قصے لیکر جینا ہے
نئی نئی اس بستی کے بازاروں میں
وہی پرانے سکّے لیکر جینا ہے

لوگوں کے غم سنتے سنتے دل پتھر ہو جائے گا
ساری دنیا گھوم چکے ہیں جانے گھر کب آئے گا

دل کی بستی ایسی اجڑی خاک اڑے ہے یادوں کی
کب برکھا کی آمد ہو گی کب آنچل لہرائے گا

بات ہے سیدھی مان لے سادھو بے دردوں کی نگری ہے
جو بھی من کی بات سنے گا یہاں وہ غم ہی پائے گا

اپنی ساری عمر کٹی ہے حُسن اور عشق کی راہوں پر
اِن رستوں پہ دل ہے رہبر دل تو دھوکا کھائے گا

کان بھی اب تو ترس گئے ہیں نام پیا کا سننے کو
نین بسے ان بام و در کا کب کوئی حال سنائے گا

پہرے ہیں اظہار پہ اور گفتار پہ ہیں یاں تعزیریں
جیسے بھی حالات ہوں لیکن بنجارہ تو گائے گا

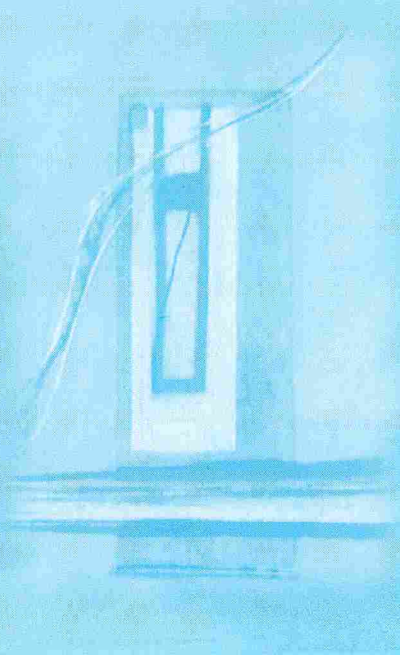

سپنوں کا سوداگر

خوشی کے
درد کے
ہجر و وفا کے
کئی کردار ہیں بستی میں ایسے
جنہیں میں جانتا ہوں
بہت ہی چاہتا ہوں
سبھی کے مشغلے ہیں اپنے اپنے
جو ملتے بھی ہیں کچھ ایک دوسرے سے
مگر کچھ مشغلہ میرا عجب ہے
میں سپنے بانٹتا ہوں چاروں جانب
خوشی کے، درد کے، ہجر و وفا کے

نیندر نئیں آؤندی

سارے دن دا تھکا ٹٹا
نینداں بھریاں اکھیاں دے نال
کلے گھر دے بستر اتے لیٹناں واں تے
سارے دن دیاں بھلیاں باتاں
گئے سمے دیاں بیتیاں راتاں
چیتے آون
یاداں باتاں سن کے نیندر رس جاندی اے

کالیاں راتاں اکھیاں دے وچ کٹناواں میں

پاسے ماراں

ورد گزاراں

ہوروی جیڑے بیج میں لاواں

نیندر دے لئی

نیندر نئیں آوندی

کیہ میں عرض گزاراں

نیندر نئیں آوندی

دو شعر

ہم کو بھی ممکن ہے مل جاتا کہیں تو اہلِ دل
بعد تیرے ہم نے اس بابت کبھی سوچا نہ تھا

چاند کو اپنا ہمسفر رکھنا
اب اکیلے سفر نہیں کرنا

خزاں کی سانسیں اکھڑ رہی ہیں

وہ

وہ زرد پتے اڑانے والی

ہوائیں اب سرد ہو رہی ہیں

ہر ایک شب کی

ٹھٹھرتی دھڑکن یہ کہہ رہی ہے

خزاں کی سانسیں اکھڑ رہی ہیں

تمہیں مبارک ہو اہلِ گلشن

ملن کے غنچے کھلانے والی

بہار آنے کو ہے۔ وہ دیکھو

خزاں کی سانسیں اکھڑ رہی ہیں

تیرا جوبن امر کردیا ہے

تو بسی ہے
مرے شعروں، مری نظموں میں، مری غزلوں میں
جو کہ اس موسمِ گل سے بھی جواں ہیں جاناں
جن کے لفظوں نے تراشا ہے سراپا تیرا
میرے حرفوں میں ہے محفوظ ہر اک نقش ترا
کیسے بدلے گا زمانہ یہ سراپا یہ نقوش
تا ابد تیری جوانی تو رہے گی محفوظ
میری غزلوں، مری نظموں میں، مرے شعروں میں

ایک شعر

میرے حوصلے بھی عجیب ہیں
اسے بے وفا بھی نہیں کہا

سوہنیا ربّا

سوہنیا ربّا

اے کیہ ہویا

آدم نوں تخلیق توں کیتا

اوہنوں رج کے پیار وی کیتا

فیر بنائی دنیا اس لئی

دھرتی، دریا، امبر، تارے

سارے وڈّھ توں وڈّھ نیں پیارے

آدم نوں توں دل وی دتّا

دل وچ پیار نوں نازل کیتا
جس نے کئی کئی رنگ کھلارے
لیکن آدم دے اے بچے
پیار بھلا کے تیرادتا
نفرت دے ول کیوں ٹرپئے نیں......؟
پیار کرن توں کیوں ڈر دے نیں

28 June 2008

Ground Zero- New York

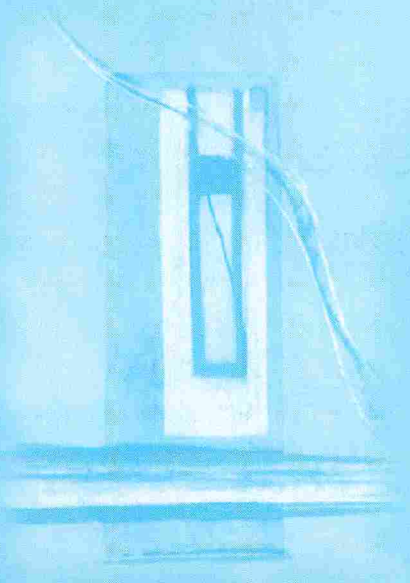

❀

وہ بے وفا ہے مگر دل سے کب نکلتا ہے
اسی کی یاد میں آنکھوں کا دیپ جلتا ہے

ہمیں یہ ڈر ہے کسی دن وہ جاں بھی لے لے گا
یہ زہرِ غم جو ہماری رگوں میں پلتا ہے

کہیں بھی چین نہیں ہے بچھڑ کے یاروں سے
سکوں کی کھوج میں مَن جا بجا بھٹکتا ہے

اداسیوں کا مداوا نہ گر ضروری ہو
ترے بغیر بھی سانسوں کا کھیل چلتا ہے

ہمارے دیس میں سطوت نشین جو بھی ہوا
اسے دکھائی نہ دے کچھ بھی وہ نہ سنتا ہے

کوئی الاؤ جلایا نہ شمع روشن کی
فراق خو دلِ وحشی بہت سلگتا ہے

جب نہیں کوئی ہمسفر جوگی
جو ہے من میں ترے تو کر جوگی

غمِ الفت ہے لاعلاج اگر
کیا کریں گے یہ چارہ گر جوگی

ہیر تنہا ہے جھنگ بیلے میں
رانجھا روگی بنا ادھر جوگی

آنکھ دجلہ بنی بدن شعلہ
کس نے پوچھا ہے تیرا گھر جوگی

یوں تو زندہ رہے بچھڑ کے بھی
دلِ وحشی ہوا مگر جوگی

جب اُٹھے تیرے آستانے سے
تب سے پھرتے ہیں در بدر جوگی

عاشقی کا ہے حق یہی عامرؔ
عشق جائے جو جائے سر جوگی

قطعہ

یہ شہر جاناں کو کیا ہوا ہے
وفا کا معنی بدل گیا ہے
میں کرچی کرچی بکھر چلا ہوں
یہ وقت جیسے پگھل رہا ہے

حرف دعا

آج اچانک ایک پرانا البم کھولا
جس میں کچھ تصویریں تھیں
اور ایک پرانا خط رکھا تھا
جس کے حرف سمے سے لڑتے بکھر چکے تھے
پاس ہی اک تصویر میں اک وہ چہرا دیکھا
راج ہے جس کا اس دل پہ اس دن سے ہی
جب کالج میں پہلی بار تمہیں دیکھا تھا
اس موسم کی اک تصویر وہاں میری تھی
جس کو دیکھ کے غور سے میں نے آئینہ دیکھا
تیرا نقش تو دل میں آج بھی ویسا ہی ہے
لیکن وقت نے میرا چہرہ بدل دیا ہے

دیکھ کے آئینہ۔ میں نے سوچا
ممکن ہے تیرا بھی چہرہ بدل گیا ہو۔۔۔۔؟
اور اس خوف میں میں کل شب کو
ایک دعا ہر روز جو کرتا ہوں ملنے کی
رات دعا وہ
خدا سے کرنا بھول گیا۔۔۔۔!

اک اور ہجرت

کتنا خالی تھا میرا کمرہ

یہ یاد ہے
جب پچھلی ہجرت کے بعد
ہم اس مکاں میں آئے
تو کتنا خالی تھا میرا کمرہ
بہت سی یادوں، کئی کتابوں
پرانے کپڑوں کیلنڈروں سے
مرا یہ کمرہ جو بھر چلا تھا
تو لگ رہا ہے
کہ اب تو اس کو بھی چھوڑ جانے میں کچھ ہی دن ہیں

کسی نئے شہر کی طرف جانے والے
رستے بلا رہے ہیں
چلو کہ اب وقت آ گیا ہے
اب اگلی ہجرت میں چند دن ہیں
تو یہ مکاں مجھ کو گھر لگا ہے

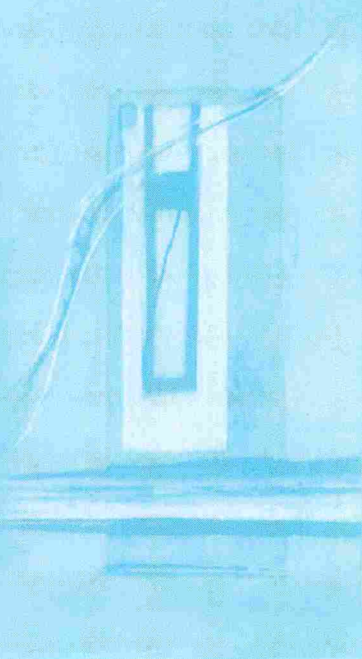

وطن

وقت کے صحرا میں بچھڑا ہم سے جو پھر کب ملا
ہے یہی اندازِ فطرت کارواں سے کیا گلہ

زندہ باد ارضِ وطن کے بادشہ تیرے سبب
ہونٹ سب کے سِل گئے گھاؤ نہ کوئی بھی سِلا

یہ تو وہ منظر نہیں جس کا تھا ہم کو انتظار
زخم سارے کِھل اٹھے غنچہ نہیں کوئی کھلا

پھر وہ چہرہ زخم جگانے آیا تھا
یاد کا جھونکا رات رلانے آیا تھا

زخمی سوچ اور ٹوٹے دل پہ اشک زدہ
یار جو میرے درد بٹانے آیا تھا

ہاتھ ہیں چھلنی آنکھیں ریزہ ریزہ ہیں
میں صحرا میں پھول کھلانے آیا تھا

دروازے پہ دستک جانے کس نے دی
درد پرانا نئے بہانے آیا تھا

بے چینی اور بدامنی کا راج رہا
موسمِ گل تو خوں میں نہانے آیا تھا

اہلِ ہنر کچھ زنداں کچھ مقتل کو گئے
یہ حاکم بھی ملک بچانے آیا تھا

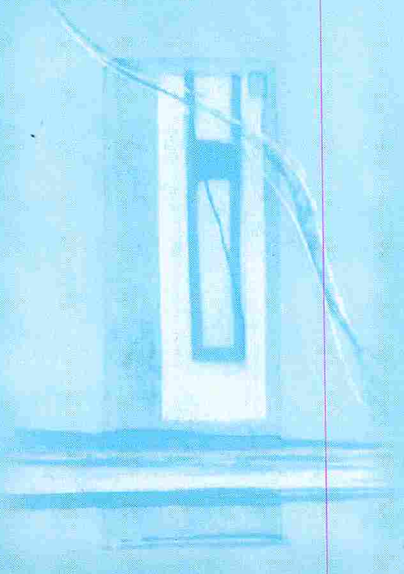

ایک شعر

دھڑکن سے جڑ گیا ہے بس اک نام اس طرح
میرے بدن سے روح کا رشتہ ہے جس طرح

جو پیار کے رستے میں جھیلے وہ کرب عذاب بھی لکھیں گے
منزل پہ پہنچ جائیں ہمدم رستوں کا حساب بھی لکھیں گے

مقتل ہی بنا ڈالا تو نے اس دیس کو اے جابر حاکم
جو عہد میں تیرے قتل ہوئے وہ بانکے خواب بھی لکھیں گے

ہم اہل بغاوت کٹ جائیں پر للکاریں گے تم کو سدا
ممکن ہے تمہیں کچھ اہل قلم سرکار جناب بھی لکھیں گے

اک آگ ہے بستی میں ہر سو دھرتی سے بھی اب رستا ہے لہو
لازم ہے مگر کل لوگ یہاں اک روشن باب بھی لکھیں گے

الجھے ہیں بہت دنیا میں ابھی مل جائے ہمیں مہلت تھوڑی
اس حُسن دلاور کی دھج پر اک روز کتاب بھی لکھیں گے

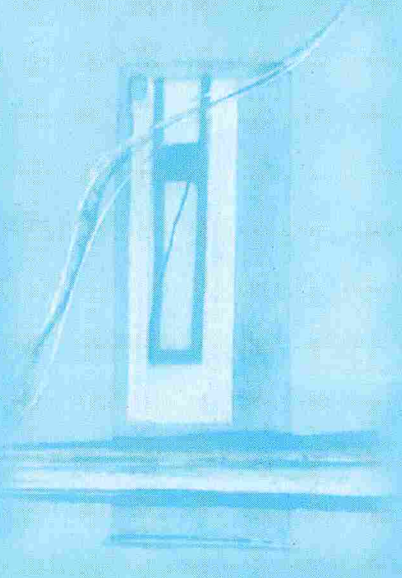

خواب کی بات

خواب سراب ہیں
جانتے ہیں ہم
پھر بھی اچھے لگتے ہیں
خواب تو خواب ہیں
یہ بھی جانیں
پھر بھی سچے لگتے ہیں

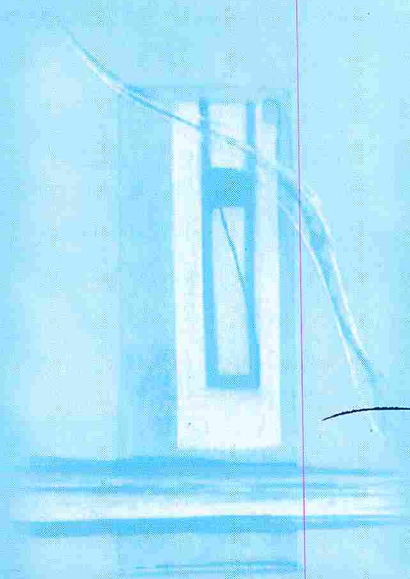

سمے کی بات

چاندنی رات
ستاروں کا غبار
اور ترے کوچے کو جاتی ہوئی ویران سڑک
ہوں کھڑا جس کے کنارے میں لیے بے کل دل
بام و در تکتی ہے تیرے
میری مشتاق نظر
کچھ قدم دور سے
دھندلا سا دکھائی دے ہے
گُل ہوئے جاتے ہیں سب تیرے دریچے کے چراغ
کیسے ممکن ہے حقیقت سے فرار
سوچتا جاتا ہوں کس درجہ بدل دیتا ہے

وقت کٹتا بھی دکھائی تو نہیں دیتا ہے
سب کے سب چہروں پہ تحریر مگر لکھتا ہے
گرچہ تیرے لیے دل میں ہے ابھی تک وہ تڑپ
آنکھ میں اب بھی سجی ہے
وہی خوابوں کی قطار
ہاں تری آرزو اب بھی ہے مجھے
دل میں اب بھی ہے جدائی کی کسک
یوں تو بدلا ہے جہاں میں سب کچھ
اور کچھ زیست کے حالات بھی اب وہ نہ رہے
دل تری آرزو تو رکھتا ہے
میں تیری جستجو نہیں کرتا

شامِ غم

اداس شام کے

بڑھتے ہوئے قدموں سے پریشاں

اس آس پہ بیٹھے ہیں

کہ کب چاند ابھرے

اور بے چین نگاہوں میں بسی تنہائی

آسماں پر سجے تاروں سے کوئی بات کرے

بہار کی ایک نظم

زندگی کٹھن تو ہے
بے وطن پرندوں کی
بے زمین پودوں کی
اپنے دیس سے بچھڑے
بدنصیب لوگوں کی
پھر بھی جب بہار آئے
سب پرندے شاخوں پر
چہچہانے لگتے ہیں
پھول کھلنے لگتے ہیں
کم نصیب شاخوں پر
بے وطن مسافر بھی

مہرباں ہواؤں سے
غم کو بھول جاتے ہیں
چاہے چند لمحے ہی
جب بہار آتی ہے
معجزے دکھاتی ہے

خوش رہنے کی ترکیبیں

ساری جھوٹی ہوتی ہیں

وہ جنہیں روشنی پسند نہیں

کیسے دن دیکھے ہوں گے تلخی بھرے
کس قدر ہو گی زندگی تاریک
اپنی دنیا سے روٹھنے والے
زیست کی ہر خوشی سے انجانے
دل شکستہ فگار لوگوں کی
وہ جنہیں روشنی پسند نہیں

سوچ کے سانچے میں الفاظ جو ڈھل جاتے ہیں
وہ ہمیں لے کے بہت دور نکل جاتے ہیں

کیسا غم ہے جو ہر اک روز بڑھا جاتا ہے
وقت کے ساتھ سنا تھا کہ سنبھل جاتے ہیں

سنگ دل ہو کوئی یا مصلحت اندیش یہاں
پیار کی راہ میں دل سب کے پگھل جاتے ہیں

کچھ نہیں مانگتے ہم تیرے سوا دنیا سے
اور ہوں گے جو کھلونوں سے بہل جاتے ہیں

سانس کی ڈور ترے نام کی مالا ہے ہمیں
تجھ سے غافل ہوں تو ہم سوئے اجل جاتے ہیں

اور عامؔر تمہیں معلوم ہے اس بستی میں
ایسے حاکم ہیں جو ہر خواب نگل جاتے ہیں

جن کو منزل سے شناسا کیا ہم نے عامؔر
وہ ہمیں دیکھ کے رستہ ہی بدل جاتے ہیں

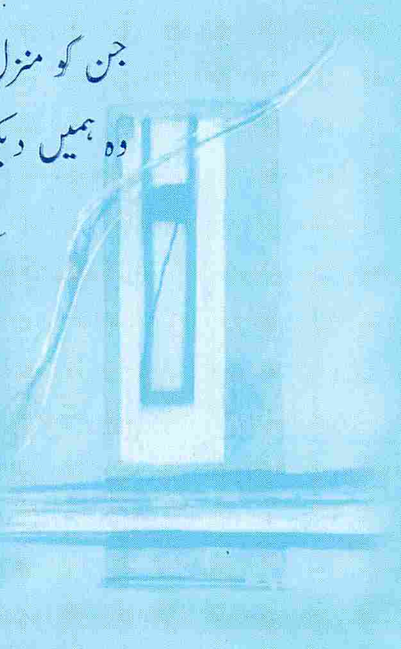

دشتِ تنہائی

جانے وہ کس دیس میں ہوگا
کیسا ہوگا۔۔۔۔؟
آخرشب یہ اکثر سوچا کرتا ہوں میں
کل کی بات نہیں ہے برسوں بیت گئے ہیں
گو کہ ویسا رشتہ بھی اب نہیں رہا ہے
لیکن یہ بھی سچ ہے جب سے وہ بچھڑا ہے
اسکی یاد سے خالی کب کوئی دن گزرا ہے
مان لیا تقدیر میں جو کچھ بھی لکھا تھا
پھر بھی اک احساس کا رشتہ سا باقی ہے
تنہائی کا اب بھی کوئی تو ساتھی ہے

سدھانت

نفرتیں، پیار، دوست اور دشمن
چند جذبے ہیں اور کچھ رشتے
اپنے جیون کو جو بناتے ہیں
کامیابی کے قیمتی نسخے
جیسے ناصح ہمیں بتاتے ہیں
کوئی بھی جذبہ کوئی بھی رشتہ
دل میں پائے جگہ نہ بھولے سے
اپنے دل میں جگہ نہ پائیں گے
ایسے منشور کامرانی کے
جگ سے ناکام لوٹ جائیں گے

قطعہ

روشنی کی کوئی کِرن بھی نہیں
وہ کہاں ہے ہمیں خبر ہی نہیں
اس پری وش سے میل کھاتی ہو
ایسی صورت کوئی بنی ہی نہیں

دختر مشرق

کتنے درد اٹھائے تو نے
میرے دیس میں پیدا ہو کر
اے مشرق کی پیاری بیٹی
پیار تھا تجھ کو مظلوموں سے
محکوموں اور خستہ تنوں سے
جن کے نام تھا جیون تیرا
موت بھی ان کے سامنے آئی
راول پنڈی کے کوفے میں
کل ہی تو مصلوب ہوا تھا
تیرا بابا

نوڈیرو کے قبرستاں میں
ناحق خون نہا کر سوئے
جری، بہادر تیرے بھائی
جن کا ماتم جاری ہی تھا
اور وطن نے
میرے عہد کی زینبؓ تیرا مقتل دیکھا

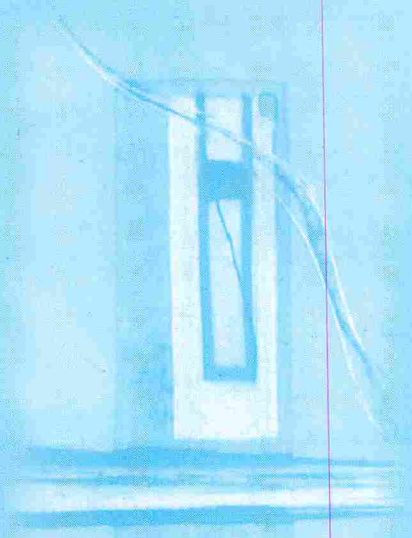

شہید جمہوریت کا نوحہ

مرے گماں کی حدوں میں ایسے
حروف ناپید ہیں کہ جن سے
میں نوحہ لکھوں
شہید قائد کی رخصتی کا
انوکھی چاہت کے مجموعے سا
یونہی اچانک جو ایسے بچھڑا
کہ پھول بے رنگ کر گیا وہ
ہے چاند ویراں، ستارے اجڑے
اداس جنگل پکارتا ہے
خزاں میں غنچے اُگانے والا
تھا مہرباں جو

کدھر گیا وہ
جو قتل گاہوں سے سرخرو تھا
غریب لوگوں کی آبرو تھا
میں نوحہ لکھوں تو کیسے لکھوں
وفا کے پیکر کی رخصتی کا
شفق سی دلدار شخصیت کا
نہیں کتابوں میں لفظ ایسے
میں نوحہ لکھوں تو لکھوں کیسے

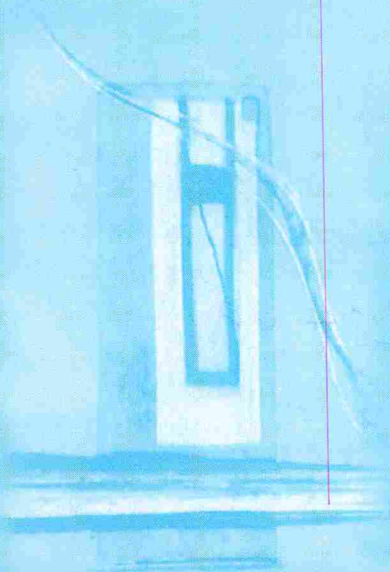

ایک شعر

ہم نے ٹوٹے ہوئے خوابوں کا صلہ کب مانگا
قصرِ شاہی سے مساوات کا حق مانگتے ہیں

جدائی

سوچتا رہتا ہوں میں اکثر
جب بھی اکیلا ہوتا ہوں
یہ پھول آخر کیوں مرجھاتے ہیں
کچھ ناموں کو سن کر آخر
ہنستی بستی آنکھوں میں
آنسو کیونکر آجاتے ہیں----؟

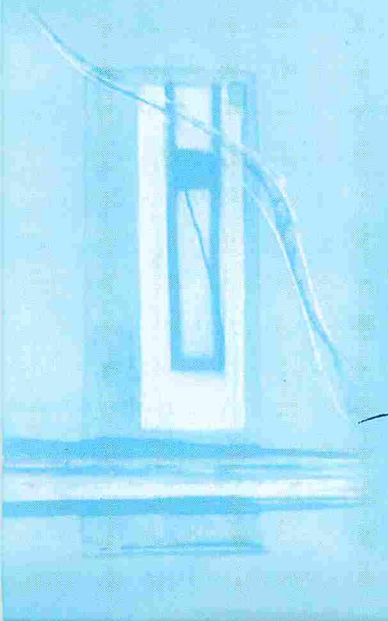

وعدہ رہا صنم

چاہے ہزار سال جیوں
چاہے نہ کل رہوں
بھولوں گا نہ کبھی تجھے
جب تک ہے دم میں دم
ساون کی چاندرات کے رنگوں کی ہے قسم

❀

جنوں کو آزمانا آ گیا ہے
گلوں سے زخم کھانا آ گیا ہے

لہو میں ڈوب کر بھی مطمئن ہوں
تمہیں مہندی رچانا آ گیا ہے

تمہارے اور ہمارے درمیاں پھر
وہی جنگل پرانا آ گیا ہے

محبت ایک تہمت بن گئی ہے
بڑا مشکل زمانہ آ گیا ہے

وہ سُولی پر بھی رنجیدہ نہیں ہیں
جنہیں وعدہ نبھانا آ گیا ہے

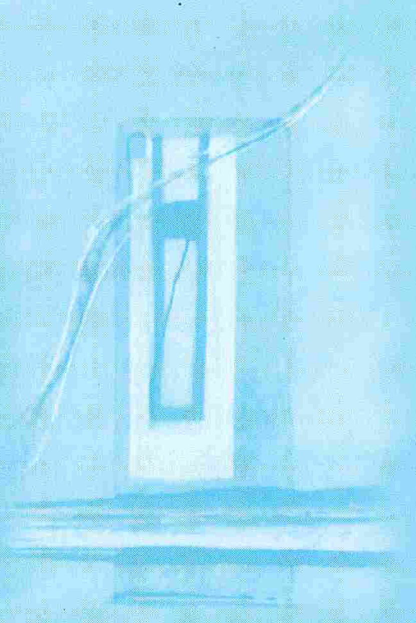

دھرتی ماں

گزر گیا ہے زمانہ تری جدائی میں
مگر خدا کی قسم ہر قدم پہ آتی ہیں
وہ تیرے لمس کی یادیں
کہ جھوم اٹھتا ہوں
وہ بارشوں میں ترا خوشبوئیں جگا دینا
وہ میرا ناچنا اور تیرا مسکرا دینا
پھر اس کے بعد تری ساری دلربا یادیں
سلگتے آنسوؤں میں ڈھل کے گرنے لگتی ہیں
کبھی کبھی مرے لفظوں میں ڈھلنے لگتی ہیں
میں تیری سمت پلٹ آؤں گا کبھی لیکن
مری زمیں میرے قدموں کو مت بھلا دینا

London
7 may, 2006

❀

جب بھی فکرِ معاش میں نکلا
جیسے تیری تلاش میں نکلا

آخر شب وفا پہ اس کا بیاں
سارا غم حرفِ "کاش" میں نکلا

وہ تو لیلیٰ کے پاس تھا کب سے
دل نہ مجنوں کی لاش میں نکلا

مدّعا جو زباں پہ آ نہ سکا
سانس کے ارتعاش میں نکلا

سنگِ مرمر کا تھا بدن اس کا
کیا صنم تھا تراش میں نکلا

جینے کا بہانہ

دل کے ویران صنم خانے میں
ایک تصویر بچا رکھی ہے
اس بہانے سے ابھی تک ہم نے
ہجر کی سولی اٹھا رکھی ہے
جیسے تنہائی ابھی پینا ہے
چند روز اور ابھی جینا ہے

جیون

ہم نے جذبوں کو زندگی جانا
ایک احساس دل کے ہونے کا
کہیں ہنسنے، کہیں پہ رونے کا
کبھی پانا
کسی کو کھو دینا
پیار کرنے
کسی پہ مرنے کا
ہم نے دستور کو نہیں مانا

سانس لینے
رگوں میں خوں چلنے
دل دھڑکنے
پلک جھپکنے کو
زندگی کی دلیل کم جانا
ہم نے جذبوں کو محترم جانا

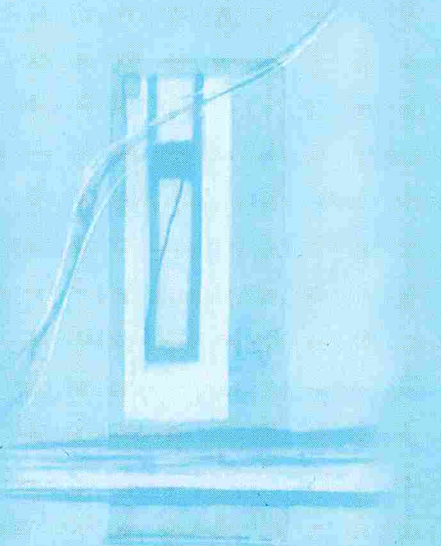

وہ خط جو تو نے پھاڑ دیئے

اگر وہ خط تو سنبھال لیتی
جو میں نے تنہا اداس راتوں میں
تپتے خوں اور جلتے اشکوں کی روشنائی سے
اس یقیں سے رقم کیے تھے
کہ ان کو پڑھ کر تو میرے جذبوں کے سچ اور
میرے خیالوں کی داد دے گی
اگر وہ خط تب سنبھال لیتی
گزرتے لمحوں نے جو اڑائی تھی دھول
اس کو تو وقت دیتی تو چھٹ ہی جاتی

وہ خوف ونفرت کی خاک چھٹنے کے بعد اک دن
مرے خطوں کو اگر تو پڑھتی
تو عین ممکن ہے تیرے دل میں محبتوں کے گلاب کھلتے
مگر وہ خط تو نے پھاڑ پھینکے
خدا ہے شاہد بہت کڑا تھا وہ وقت لیکن
گزرتے لمحے بنے ہیں مرہم
مرے لیے تو
کبھی کبھی جب تمہارے بارے میں سوچتا ہوں
عجب گماں دل کو گھیر لیتے ہیں
یہ بھی ممکن ہے جان میری
تو عمر ساری نہ جان پائے گی پیار کیا ہے
اگر وہ خط تو سنبھال لیتی
تو شاید اب تک تو جان جاتی کہ پیار کیا ہے

ضدی

ہے چارہ گر کی بھی بات برحق
جو اس تیقن سے کہہ رہا ہے
میں جس کو رستوں میں ڈھونڈتا ہوں
وہ اپنا رستہ بدل چکا ہے
وہ شخص میرا نہیں رہا ہے
میں مانتا ہوں تمام باتیں
مگر یہ دل بھی عجیب شے ہے
جو جانتا ہے حقیقتوں کو
مگر بضد ہے
سنہرے خوابوں کو پوجتا ہے
بچھڑنے والوں کو ڈھونڈتا ہے

یہ کونسا مقام ہے؟

کہاں میں آگیا ہوں
کچھ بھی پہچانا نہیں جاتا
کوئی رشتہ , کوئی ناطہ
مرے ماضی کا میرے آج سے بن ہی نہیں پاتا
میں پہلے خواب میں تھا؟
یا کہ اب کے خواب میں ہوں؟
آنکھ سے جانا نہیں جاتا
مکاں ولامکاں کا فرق پہچانا نہیں جاتا

محبت کے سفر میں یوں تو کتنے ہی جزیرے تھے
جو دل کی آنکھ سے دیکھے
فراقِ یار میں لیکن
یہ کیفیت انوکھی ہے
کسی کی کھوج میں تھا
اب مگر خود کو نہیں پاتا
کہاں میں آ گیا ہوں؟
کچھ بھی پہچانا نہیں جاتا

خواب اور خواہش

جن کو فرصت کبھی نہیں ملتی
چند گھڑیاں ہماری قربت میں
مسکرا کر گزار سکنے کی
اپنا عالم ہے ان کی چاہت میں
خواب میں دیکھنے کی حسرت میں
کل بہت دیر تک ہی سوئے رہے

کوئی نہیں پانی کا رہبر

ساون کی پہلی بارش میں
پانی آئے
پانی جائے
اپنے رستے آپ بنائے
ہم سے یہ گتھی کب سلجھے
کون ہے جو بہتے پانی کو
سب رستے سمجھائے

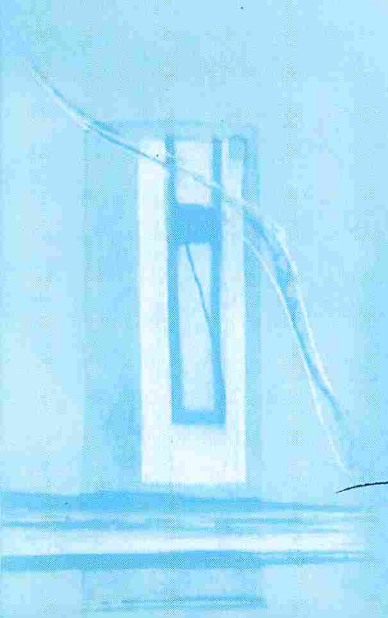

سکون

سکون بانٹنا
سب بے سکون لوگوں میں
خیال اچھا ہے لیکن
ذرا سی مشکل ہے
جو چیز پاس نہ ہو کیسے بانٹ سکتے ہیں؟

محبت چھو گئی دل کو

پرندوں کے حسیں نغموں کی لوچن
بڑھتی جاتی ہے
مہک ایسی کہاں ہوتی تھی پھولوں میں کبھی پہلے
زمیں کے رنگ اجلے لگ رہے ہیں
اس لیے شاید
کہ ساون رت میں سارے داغ دھبے
دھل ہی جاتے ہیں
مگر یوں زندگی سے پیار پہلے تو کبھی کب تھا

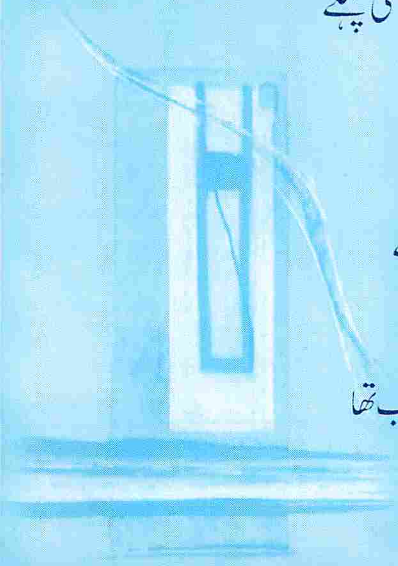

طبیعت میں عجب مستی ہے
دنیا اچھی لگتی ہے
ہمارے ہر طرف یہ اجنبی خوشبو جو پھیلی ہے
تو لگتا ہے
محبت چھو گئی دل کو
محبت ہو گئی جاناں۔۔۔۔۔!

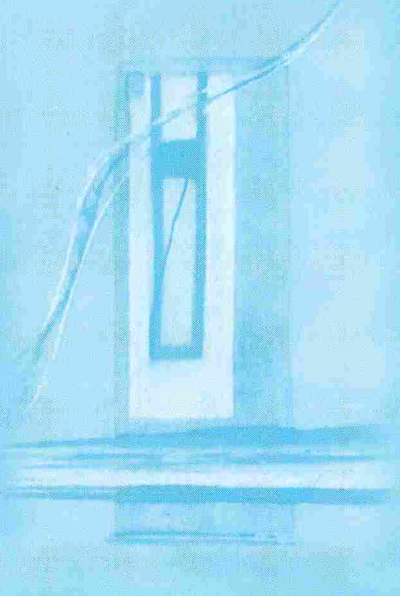

ایک لمحہ چین جی پاتا نہیں
بے گھری کا خوف کیوں جاتا نہیں

نفرتوں کا راج ہے اس شہر میں
پیار کا موسم یہاں آتا نہیں

ہم فراقِ یار میں بے حال ہیں
مشکلوں سے جی تو گھبراتا نہیں

ایک چہرہ ایسا چھایا ذہن پر
من کو کوئی دوسرا بھاتا نہیں

آزمائش صبر کی باقی مگر
ضبط کا دل حوصلہ پاتا نہیں

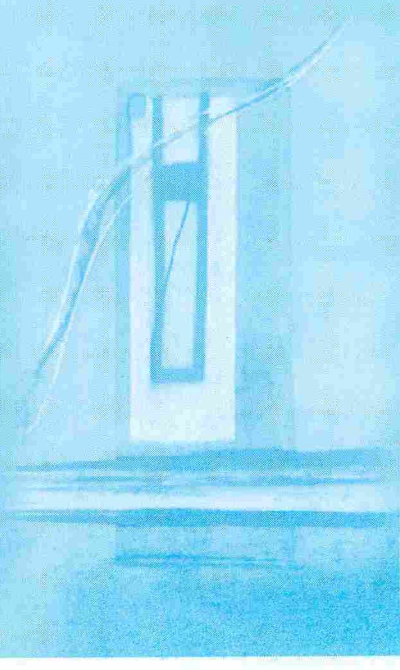

محبت خواب بُنتی ہے

زمانہ اس لئے شاید
محبت کرنے والوں سے
ہمیشہ جلتا رہتا ہے
کہ چاہت میں بسے چہرے
سدا شاداب رہتے ہیں
محبت خواب دیتی ہے
جو جیون کو لبھاتے ہیں
محبت شاد رکھتی ہے
یہ دل آباد رکھتی ہے

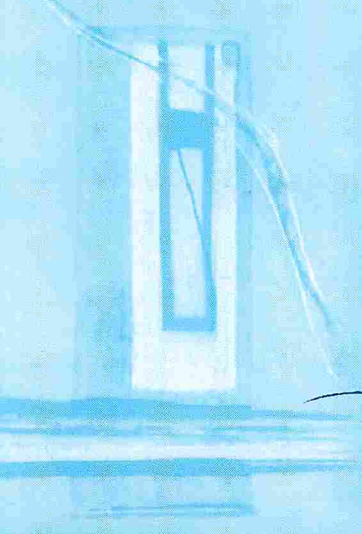

سالِ نو

یہ جو سال ہم سے جدا ہوا
بڑی مشکلوں سے ہی طے کیا
رہا پچھلے درد کا تذکرہ
کئی غم تھے جن کا جنم ہوا
ہوں کھڑا میں تنہا یہ سوچتا
ہیں یہ آخری شبیں سال کی
نئے آنے والے برس میں کیا
جو گئی رتوں میں جدا ہوا
وہ خوشی کا لمحہ بھی آئے گا
یا کہ سالِ نو بھی اسی طرح
دکھی دل کا کرب بڑھائے گا

❀

بہت ہم کو ستاتا ہے
وہ جب بھی یاد آتا ہے

بدل جاتا ہے موسم بھی
وہ جب بھی مسکراتا ہے

اگر وہ کھول دے زلفیں
اندھیرا پھیل جاتا ہے

پرندے اس سے جلتے ہیں
کچھ ایسے گیت گاتا ہے

بہت ہوں گے پری چہرہ
وہی بس دل کو بھاتا ہے

اسی کا ذکر ہے ہر دم
ہمیں جو بھول جاتا ہے

جسے ہم پیار کرتے ہیں
وہی اکثر رلاتا ہے

دشتِ سُخن

شاعری
میرے لیے
تاریخ میں رقم ہونے کی تمنا ہے
اور نہ خواہش ہے ایسی شہرت کی
جو میرے بعد بھی زندہ و تابندہ رہے
شاعری
غم سے بھری دنیا میں
ایک خواہش ہے نئی دنیا کی
ایک کوشش ہے نفرتوں کے خلاف
شعر ایک آرزو ہے جینے کی
ایک چاہت ہے زندگی کے لئے

وقت مرہم نہیں ہر کسی درد کا

تو پاس تھا بھی اگر
پھر بھی رہا کرتا تھا
دل میں اکثر
تجھ سے بچھڑنے کا خیال
اور تیرے جانے کا سوال
حادثہ جب یہ ہوا
ذہن میں امکان تو تھا
باوجود اس کے مگر
دل سے نہیں جاتا ہے
ایک لمحے کے لئے بھی
تیرے جانے کا ملال

دل اب بھی دھڑکتا ہے

کیا پوچھتے ہو دل کی
ویران ہے
تنہا بھی
لیکن کسی محفل میں
وہ ذکر کرے تیرا
پھر ایسے مچلتا ہے

قابو ہی نہیں رہتا
دھڑکن کی بغاوت پر
جینے کی تمنا سے
دل اب بھی نہیں خالی
دل اب بھی دھڑکتا ہے
دل اب بھی مچلتا ہے

سلام

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا صحن چھوڑ کر
جو کربلا میں جا بسے
جو سطوت یزید سے بے خانماں نہیں دبے
وہ جرأتوں کے نامہ بر
انہیں مرا سلام ہو
کمال ان کا حوصلہ
وفا سے جو جڑے رہے
مثال ان کا صبر تھا وہ جن کے بازو کٹ گئے
وہ روشنی کے ہمسفر
انہیں مرا سلام ہو
وہ جن کا پانی بند تھا

وہ جن کے خیمے جل گئے
ہیں وہ جمال زندگی جو موت سے نہیں مٹے
ہے جن سے دین معتبر
انہیں مرا سلام ہو
تھا انقلاب کی بنا
حسینؓ کا وہ کارواں
وہ جن لبوں سے حرف حق نہ موت سے بھی چھن سکے
وہ نیزوں کی انی پہ سر
انہیں مرا سلام ہو
انہیں مرا سلام ہو